Ghalib's Inclusions In Satirical and Elegent Urdu Poetry

اردو کی طنزیہ و ظریفانہ شاعری میں تضمیناتِ غالب

Muhammad Allah Ditta*[1]
PhD Scholar, Urdu Department, G C University, Faisalabad .
Dr.Tariq Hashmi*[2]
Associate Professor, Urdu Department, G C University, Faisal Abad

☆[1]محمد اللہ دتہ
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
☆[2]ڈاکٹر طارق محمود ہاشمی
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Correspondance:drtariqhashmi@gcuf.edu.pk

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 15-04-2025
Accepted:20-06-2025
Online:30-06-2025

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: A poem from another poet's lyrics or his lyrics to include a chorus in his words in such a way that a new lyrics can be created is called inclusion. In addition, use the whole lyrics of a poet in such a way that is to put three verses in every poem in which the thymes of verse is kept in mind. In this way three verses are tied to one of the poems of the lyrics, then a new a new poem or lyrics are also called inclusion. In addition, there is another link to the guidelines in which the chorus with one of the words or a part of it, this is also called inclusion. Mirza Ghalib's poetry have been utilized by the poets of every age. It is also in the form of a serious poem and in the form of comedy line. Most of the Urdu poets are those who have some lyrics that are said to be the Ghalib's style. There are some of them merely in Ghalib's style and some are in the form of inclusion

KEYWORDS Inclusion, Lyrics, Poet, Comedy, Ghalib, Verse, Poem

کسی دوسرے شاعر کی غزل سے ایک شعر یا اس کی غزل سے ایک مصرع اپنے کلام میں اس طرح شامل کرنا کہ ایک نئی غزل تخلیق ہو سکے اسے تضمین کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی شاعر کی پوری کی پوری غزل کو اس طرح استعمال میں لانا کہ اس کے ہر شعر پر تین مصرعے لگانا جس میں مصرع اولیٰ کے قوافی کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ یوں پوری غزل کے ایک ایک شعر پر تین تین مصرعے باندھے جاتے ہیں تو ایک نئی نظم یا غزل وجود میں آتی ہے اس کو بھی تضمین کا نام دیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ تضمین کی ایک اور کڑی یہ بھی ہوتی ہے کہ جس میں کسی ایک زبان سے مصرع لیں اور اس کے ساتھ کسی اور زبان کا مصرع لگا کر شعر مکمل کریں یا پھر ایک مصرع اردو زبان کا ہو اور اس کے ساتھ کوئی قرآنی آیت یا آیت کا ایک حصہ ایسے نسب کریں کہ جس سے ایک مکمل شعر تخلیق ہو، اس کو بھی تضمین کہا جاتا ہے۔ مولانا عبد السلام ندوی رقم طراز ہیں:

> "کسی شاعر کے کسی شعر یا قرآن کی کسی آیت اور حدیث کے کسی ٹکڑے کو اپنے کلام میں شامل کر لینے کا نام تضمین ہے اور اس کے لیے ایک تو حسنِ انتخاب کی ضرورت ہے کہ جو شعر یا مصرع لیا جائے وہ نہایت برجستہ، نادر اور پسندیدہ ہو، دوسرے یہ کہ اس کو اپنے اشعار کے ساتھ اس قدر مربوط کر لیا جائے کہ وہ اپنے کلام کا ایک جزو ہو جائے۔"[1]

طرحی غزل بھی ایک قسم کی تضمین کی کڑی ہوتی ہے۔ اس میں بھی ایک مصرع دیا جاتا ہے جس کو مصرع ثانی تصور کر کے اس کے لیے مصرع اولیٰ تخلیق کرنا ہوتا ہے، اس کو عام زبان یا عرفِ عام میں گرہ لگانا بھی کہا جاتا ہے لیکن اصل میں یہ ایک مصرع کی تضمین ہوتی ہے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی رقم کرتے ہیں:

> "تضمین کی ایک متداول صورت یہ ہے کہ کسی شاعر کا ایک شعر یا ایک مصرع لے کر اس پر پوری نظم کہہ دی جاتی ہے۔ اس قسم کی تضمین میں یہ ضروری نہیں ہوتا کہ تضمین کیا ہوا شعر یا مصرع اپنے وہی معنی دے جو دراصل اس سے مطلوب تھے۔ بدلے ہوئے سیاق میں اس کی معنویت مختلف بھی ہو سکتی ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ مختلف ہو۔ کیونکہ تضمین کا یہ برتر

جواز ہے کہ تضمین کرنے والے شاعر نے کسی پرانے شعر یا مصرع کا ایک
نیا اطلاق دریافت کیا ہے۔ نئے حالات یا کسی نئے سیاق و سباق میں اس نے
کسی شعر کی ایک نئی معنویت دریافت کی ہے جسے وہ قارئین کے علم میں لانا
چاہتا ہے۔"(۲)

تضمینات کرتے ہوئے محض سنجیدگی کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا جاتا بلکہ شاعری میں مزاح پیدا کرنے کے لیے بھی کسی شاعر کے کلام سے ایک مصرع، شعر یا پھر پوری غزل کو اٹھایا جاتا ہے اور ایسی تخلیق پیش کی جاتی ہے جو مزاح کے رنگ میں رنگی ہوتی ہے۔ یعنی اس شاعر کے کلام سے لیے گئے شعر، مصرع یا پوری غزل پر ایسے ایسے مصرعے باندھے جاتے ہیں کہ ان میں ایک تو مزاح کا عنصر پیدا ہو تا جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ وہ کلام نئے تخلیق کار کے کلام میں اس طرح تحلیل ہو تا ہے کہ کلی طور پر نیا معنی و مفہوم پیدا کر دیتا ہے۔

مرزا غالب کے کلام سے ہر دور کے شعرا نے استفادہ کیا ہے۔ وہ استفادہ سنجیدہ شعر کی صورت میں بھی ہے اور مزاحیہ شعر کی صورت میں بھی ہے۔ اردو کے بیشتر شعرا ایسے ہیں جن کے ہاں کوئی نہ کوئی غزل ایسی ضرور مل جاتی ہے جو طرزِ غالب پر کہی ہوتی ہے۔ جن میں سے کچھ ایسی ہیں جو محض زمینِ غالب میں ہیں اور کچھ ایسی ہیں جو تضمین کی صورت میں ہیں۔

کلامِ غالب کی جس طرح بیشتر شعرا نے تحریفات پیش کی ہیں اور اردو مزاح میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہے اسی طرح بہت سے شعرا ایسے بھی ہیں جنھوں نے غالب کے کلام کی مزاحیہ تضمینات کرنے کی سعی کی ہے۔ جو نئی تخلیق کے ساتھ ساتھ مزاح کا رنگ بھی نمایاں رکھتی ہیں۔

یاس یگانہ چنگیزی کا شمار اردو ادب کے ممتاز شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کی وجہِ شہرت غالب شکنی بھی ہے۔ ان کے کلام میں طنز کا رویہ مجموعی بھی ہے اور غالب کے خصوصی حوالے سے بھی۔ یاس کی شاعری میں جہاں جوش، ولولہ، رومانویت، جدت پسندی کا عنصر ملتا ہے وہیں دوسری طرف ان کی شاعری میں طنز اور کہیں کہیں مزاح بھی نظر آتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو یگانہ کو جو مقام اردو کے شعری ادب میں حاصل ہوا ہے وہ غالب شکنی وجہ سے ہی ہے کیوں کہ ان کی شاعری کو اگر دیکھا جائے تو اس میں جوش، ولولہ، جدت کا ساسماں تو دیکھنے کو ملتا ہے مگر ان کی شاعری میں تاثیر کا ساعنصر خال خال ہی دکھائی دیتا ہے۔

یاس یگانہ چنگیزی کی شعری خصوصیات پر گفت گو کرنا یہاں مقصود نہیں ہاں مگر ان کی شاعری کو دیکھا جائے تو جہاں انھوں نے سنجیدہ شاعری کی ہے وہیں دوسری طرف غالب کی مخالفت کو بروئے کار لاتے ہوئے انھوں نے غالب کے کلام کی تضمین نظم کی صورت میں کی ہے۔ غالب کی غزل کا مطلع ملاحظہ کیجیے:

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی (۳)

مذکورہ غزل کی تضمین یگانہ نے نظم "مجذوب کی بڑ" کی صورت میں کی ہے، نظم دیکھیے۔

ہارنے والے کبھی کافر و دیندار نہیں
کشتیاں لڑتے ہیں اب ہاتھ میں تلوار نہیں
فاقہ مستی میں یہ ہو حق کی الٰہی توبہ
نشہ ایسا کہ اترنے کے کچھ آثار نہیں
اپنا گھر اپنی زمین اپنا فلک بیگانہ
آشنا کوئی بجز سایہ دیوار نہیں
وقت کی بات ہے وقت آئے تو سب آسان ہے
سہل تو سہل ہے دشوار بھی دشوار نہیں
بد دعا کرتا ہوں ناحق کبھی کرتا ہوں دعا
یاس کیا کیجیے جب ہاتھ میں تلوار نہیں
بک گیا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی (۴)

یگانہ چنگیزی نے غالب کی غزل کی تضمین بڑے ہی منفرد انداز میں کی ہے۔ الفاظ و تراکیب کے چناؤ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ کہیں کہیں غالب خود بول رہا ہے۔ متذکرہ بالا نظم غالب پر طنز و مزاح کے ساتھ ساتھ اس عہد کے سیاسی و سماجی حالات کی بھی عکاس ہے۔ مثلاً نظم کا یہ شعر دیکھیے:

فاقہ مستی میں یہ ہو حق کہ الٰہی توبہ
نشہ ایسا کہ اترنے کے کچھ آثار نہیں

مذکورہ شعر عہد غالب کے سیاسی حالات کا عکاس ہے۔ 1857 سے پہلے جب انگریزوں کی آمد و رفت شروع ہوئی تو انھوں نے ہندوستان کے لوگوں کے اندر ترقی کی خواہشات کو جنم دینا چاہا اور جس میں وہ کامیاب رہے۔ جس کی بدولت انھوں نے مغلوں کے ساتھ غداری کرنا اور مغل بادشاہوں پر انگریزی سوچ اور ان کے وسائل کو فوقیت دینا شروع کر دی جس کی بدولت مغلیہ سلطنت کا اختتام 1857 کی جنگ آزادی میں ہوا۔ یگانہ اس تضمین کے اندر اسی بھول بھلیے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ جس صیاد کے گن گانے میں ہندوستان کے باشندے مصروف ہیں اصل میں وہ ایک دھوکہ ہے اور یہ جاننے کے بعد بھی لوگ اس کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ انگریزوں کے ہندوستان کو ترقی کے خواب دکھانے کو یگانہ نے بھول بھلیہ کہا ہے جس کا ذکر وہ آگے چل کر یوں کرتے ہیں کہ

لائے گی غفلت امروز قیامت کی خبر
بخت بیدار کجا فتنہ بھی بیدار نہیں

یاس یگانہ چنگیزی کہتے ہیں یہ جو غفلت ہے ایک دن یہ قیامت کی خبر لے کر لوٹے گی کیوں کہ غفلت میں رہنے والے ہمیشہ عبرت کا نشاں بنے ہیں اگر دیکھا جائے تو یہاں غالب پر طنز کیا جارہا ہے اور غالب ہی کو غفلت میں زندہ رہنے والا کہا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ کہ دیا ہے کہ ابھی تو نصیب بھی کہیں سے بیدار ہوتا دکھائی نہیں دیتا تو یہ فتنہ کہاں سے بیدار ہو گا۔ دراصل غالب پر تنقید کی گئی ہے کہ جس کی شاعری کے چرچے سنائی دیتے ہیں اصل میں وہ خود غفلت کی نیند میں ہے اور اس کا نصیب تک نہ بیدار ہو سکا پھر اس کی شاعری جس کو دوسرے معنی میں وہ فتنہ کہنے کی کوشش کر رہے ہیں، وہ کیا بیدار ہو گا۔

فاقہ مستی میں یہ ہو حق کہ الٰہی توبہ
نشہ ایسا کہ اترنے کے کچھ آثار نہیں

غالب پر شدید طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں فاقہ و مستی کی حالت میں جو ہو حق کی صدا بلند کرتے دکھائی دیتے ہیں ان سے اللہ کی پناہ۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ کون سی توبہ جو حضرت غالب کیے جاتے ہیں۔ اس شعر کا دوسرا رخ دیکھیں تو سماج کے بناوٹی رکھ رکھاؤ پر کڑی تنقید بھی ہے۔ یعنی مشکل وقت میں یہ معاشرہ توبہ میں مصروف رہتا ہے مگر جونہی ذرا حالات سنورنے لگتے ہیں تو یہ لوگ خدا کو بھول کر اپنی ہی مستی میں مگن ہو جاتے ہیں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے لوگوں کے اس دولخت رویے پر۔

اپنا گھر اپنی زمیں اپنا فلک بیگانہ
آشنا کوئی بجز سایۂ دیوار نہیں

مذکورہ شعر کو اگر فنی اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ صنعتِ مراعاۃ النظیر کا شعر ہے۔ صنعتِ مراعاۃ النظیر سے مراد ایسی صنعت جس میں اگر کسی ایک چیز کا ذکر کیا جائے تو اس سے جڑی باقی چیزوں کا ذکر بھی ایک ترتیب سے کر دیا جائے۔ اس شعر میں گھر، زمیں، فلک اور سایۂ دیوار کا تعلق ایک ہی شے سے ہے جس کی بنا پر اس شعر کو صنعتِ مراعاۃ النظیر کا شعر کہا جاسکتا ہے۔

فنی حوالے سے ہٹ کر اگر غور کیا جائے تو یہ شعر بھی غالب پر تنقید کا ایک پہلو رکھتا ہے جس میں واضح طور پر یہ بات باور کروانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ غالب نے اپنا اسلوب اس قدر کٹھن اختیار کر لیا ہے کہ اس کے سوا اس کی شاعری کو کوئی نہیں سمجھ سکتا اور یہ کوئی شاعری نہیں جو سوائے شاعر کے کسی اور کو سمجھ ہی نا آئے۔ اصل میں یگانہ کے مطابق غالب اپنے ہی گھر میں ایک اجنبی کی طرح ہے اور اس کی کیفیت باہر بھی ایسی ہی ہے کہ اس کو لوگ تو لوگ اپنے گھر کے در و بام تک نہیں پہچانتے۔ یہاں پر "سایۂ دیوار" سے مراد غالب کا آپ ہی اپنی شاعری سے آشنا ہونا لیا گیا ہے۔

وقت کی بات ہے وقت آئے تو سب آسان ہے

سہل تو سہل دشوار بھی دشوار نہیں

مندرجہ بالا شعر صنعت تکرار سے تعلق رکھتا ہے۔ تکرار یعنی ایک شعر کے اندر ایک ہی لفظ کو دو یا دو سے زائد مرتبہ استعمال کرنا لیکن اس کا استعمال ایسے کیا جانا کہ جس سے شعر کا حسن خراب نہ ہو۔

مذکورہ شعر کا تعلق براہ راست یگانہ سے ہے یعنی یگانہ غالب سے ہمکلام ہو کر کہتے ہیں کہ بات محض وقت کی ہوتی ہے جیسے جیسے یہ گزرتا چلا جاتا ہے انسان اس پر گرفت پاتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر وہ تمام تر کام جو کسی وقت میں مشکل سے مشکل تر محسوس ہوتے ہیں وہ بھی سہل سے سہل ہوتے چلے جاتے ہیں پھر ایک وقت وہ آتا ہے کہ جب مشکل بھی مشکل نہیں لگتی۔ یہاں پر مراد غالب کی شاعری کو لیا گیا ہے۔ یعنی جو ایک وقت میں مشکل محسوس ہو رہی تھی اب میرے لیے وہ آسان ہے میں نے غالب کے کلام پر قدرت حاصل کر لی ہے یہی وجہ ہے کہ اب مجھے غالب کا کلام محض لفظوں کا کھیل معلوم ہوتا ہے۔

یاس یگانہ غالب شکنی میں اس قدر آگے نکل چکے تھے کہ انھوں نے اپنے تمام تر کلام میں محض مشکل پن اور جوش کے علاوہ کچھ نہ رہنے دیا یہی وجہ ہے کہ آج ان کے بہت کم شعر ایسے ہوں ہوگے جو اہل ادب کو یاد ہوں گے۔

راجہ مہدی علی خاں نے کلام غالب کی بڑی شستہ انداز میں تحریف بھی کی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی انھوں نے تضمین میں بھی طبع آزمائی کرنے کی سعی ہے۔ یوں تو غالب ایک سخت قسم کا پیچیدہ شاعر ہے مگر مزاح کی حوالے سے دیکھا جائے تو بہت سے شعرا نے ان کے کلام سے مزاح کشید کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے جس میں سے ایک نام راجہ مہدی علی خاں کا بھی ہے۔ غالب کی غزل کا مطلع ملاحظہ کیجیے:

ہے بسکہ، ہر اک ان کے اشارے میں نشاں اور
کرتے ہیں محبت، تو گزرتا ہے گماں اور (۵)

اب تضمین ملاحظہ کیجیے جو راجہ مہدی علی خاں نے "غالب ایک ریسٹوران میں ایک اینگلو انڈین حسینہ کے ساتھ" کے نام سے کی ہے۔

(1)

ہے گال پہ اس تل کے سوا ایک نشاں اور
تم کچھ بھی کہو ہم کو گزرتا ہے گماں اور
تم کہتی ہو "انگلش میں محبت کا کرو بات"
آتی نہیں اردو کے سوا مجھ کو زباں اور

(2)

کب سے ہم ادھر بیٹھا ہے اے بوائے ادھر آؤ

لیمن کے سوا بھی ہے کوئی چیز یہاں اور
لے آؤ "وہ شے" جلدی سے اب ورنہ یہ سن لو
"کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اور"
گر حکم ہو میڈم تو میں منگواؤں مٹن چاپ
کہہ دینا اگر چاہئے "دل" اور "زباں" اور
"دل" اور "زباں" کرلا فرائی ارے بہرا
"دل" اور دے اس کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور

(3)

ٹانگہ بھی مرے پاس ہے ٹم ٹم بھی مرے پاس
ہوٹل کے علاوہ تجھے لے جاؤں کہاں اور

(4)

تو بھاگ گئی سیج سے گر ہاتھ چھڑا کر
لے آئیں گے بازار سے اک حورِ جناں اور
اے جانِ تمنا تجھے اک دوں گا میں گھونسہ
ہنگامِ شبِ وصل جو کہ آہ و فغاں اور (۶)

راجہ مہدی علی خاں کی یہ تضمین اپنی مثال آپ ہے۔ تضمین کے لیے غالب کے غزل سے انھوں نے اس "کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اور" مصرع کو اٹھایا ہے۔ قوافی استعمال بھدا معلوم نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی بے جا مصرعے لگائے گئے ہیں۔ دیکھا جائے تو غالب کی غزل کا حق ادا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔ اور مذکورہ تضمین میں مکالمائی رنگ بھی نمایاں ہے جس میں غالب کو اک حسینہ سے گفت گو کرتے دکھایا ہے اور سب سے اہم بات کہ انگریز اردو بولے تو وہ تذکیر و تانیث کا فرق کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ راجہ مہدی علی خاں مزاح پیدا کرنے کے لیے چند ایک ایسے مصرعے بھی تراشے ہیں مثلاً "تم کہتی ہو، انگلش میں محبت کا کروبات" اور ایک اور جگہ "کب سے ہم ادھر بیٹھا ہے اے بوائے ادھر آؤ"۔

اس کے علاوہ ایک اور مزاح کا خوش کن پہلو ہے کہ انھوں نے مزاح پیدا کرتے ہوئے مصروں کا ربط نہیں بگڑنے دیا تلازمات کا خیال مزاح کے اندر بھی خوب رکھا گیا ہے۔ جیسے تضمین سے یہ شعر دیکھیے:

گر حکم ہو میڈم تو میں منگواؤں مٹن چاپ
کہہ دینا اگر چاہئے "دل" اور "زباں" اور

راجہ مہدی علی خاں کا یہ خاصہ ہے کہ انھوں نے تحریف یا تضمین اس کے اندر اپنے عہد کی تہذیب کو ضرور جگہ دی ہے۔ جیسے مذکورہ کلام میں مزاح کے ساتھ ساتھ اس عہد کے کہ تہذیب و ثقافت کو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ "ٹانگہ" جسے "تانگہ" بھی لکھا جاتا ہے، اس کا تعلق ہمارے تہذیب و ثقافت سے خاص جڑا ہوا ہے۔ انھوں نے نہ صرف تانگے کا بیان اپنی تضمین میں کیا ہے بل کہ "ٹم ٹم" جو کہ تانگے کی ابتدائی اشکال میں اسے ایک ہے جو عموماً اہلِ مغرب نے زیادہ استعمال کی ہوئی ہے، کا ذکر بھی کیا ہے۔ جو کہیں نہ کہیں ہماری تہذیب کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ غالب کی ایک اور غزل کی تضمین جو راجہ مہدی علی خاں نے "غالبؔ باٹا شو کمپنی میں سیلز مین" کے نام سے کی ہے۔ غالب کی غزل سے مطلع ملاحظہ کیجیے:

جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں (۷)

خواجہ مہدی علی خاں کی تضمین دیکھیے:

کبھی تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں
کبھی تیری چپل کو ہم دیکھتے ہیں
ترے سروِ قامت سے چھ فٹ کم از کم
"قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں"
بھلا کیسے لیں گے وہ چپل کی قیمت
جو تیری طرف دم بدم دیکھتے ہیں
یہ مہندی رچا پاؤں چپل میں رکھ دے
ذرا آج اسے چھو کے ہم دیکھتے ہیں
بنا کر چماروں کو ہم بھیس غالبؔ
"تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں" (۸)

راجہ مہدی علی خاں کا یہ خاصا ہے کہ پیروڈی ہو یا تضمین دونوں میں مہارت رکھتے ہیں۔ ان کی لگائی گئی گرہیں مزاح کی کامیاب صورت تشکیل دیتی ہیں۔ انھوں نے غالب کی مذکورہ غزل کی جو تضمین کی ہے وہ شستہ معلوم ہوتی ہے۔
انھوں نے غالب کی غزلوں کی بہت عمدہ تحریفات اور تضمینیں کی ہیں۔ مذکورہ غزل کو دیکھیے جس میں وہ خالص مزاح کی چاشنی پیدا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں کبھی تو تیرے پاؤں کی نشان دیکھتا ہوں اور جب دیکھتے دیکھتے نظر تیرے قدموں تک نظر جاتی ہے تو پھر ڈر کے مارے تیرے پاؤں کی جوتی کو دیکھتے ہیں کہ اگر تمھیں علم ہو گیا کہ ہم تیرے پیچھے ہیں تو یہی جوتے ہمارے سر میں آویں گے۔ اس کے علاوہ غالب کے مصرع (قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں) پر کیا خوب صورت گرہ لگاتے ہیں کہ:

؎ تیرے سرو قامت سے چھ فٹ کم از کم
قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں

دراصل راجہ مہدی علی خاں اکیسویں صدی کے نام نہاد عاشقوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو سارا سارا دن ہر دوسرے شخص کو اپنا محبوب تصور کر کے ان کا پیچھا کرتے ہیں اور جوتوں کی سوغات وصول کرتے ہیں۔ اس کے بعد کچھ ایسے دکاندار جو لڑکی کو دیکھتے ہیں لٹو ہو جاتے ہیں اور دم بدم ان کی طرف دیکھنے لگتے ہیں اور آخر عاشقی میں اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں۔ بہر کیف راجہ مہد علی خاں نے غالب کے کلام کی شاندار تضمین کی ہے جو اردو کے مزاحیہ ادب میں اپنا مقام خود بنائے ہوئے ہے۔

نثر میں مزاح کا پیدا کرنا اتنا مشکل اور کٹھور کام نہیں ہوتا ہے جتنا شاعری میں اصل زمین کو بھی بر قرار رکھتے ہوئے مزاح کا تخلیق کرنا ہوتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو مذکورہ تضمین میں راجہ مہدی علی خاں نے غالب کے کلام کو انتہائی نفاست سے مزاح کا جامہ پہنایا ہے۔

سید محمد جعفری کا شمار اردو ادب کے مایہ ناز مزاح نگاروں میں ہوتا ہے انھوں نے اردو کے معروف اور قادرالکلام شعرا کے کلام کی تحریفات اور تضمینات کرنے کی کاوش کی ہے جو کئی حد تک کامیاب نظر آتی ہے۔ انھوں نے دیوانِ غالب کی پہلی ہی غزل کو تضمین کے مرحلے سے گزارا اور اردو کے مزاحیہ ادب میں ایک اور خاطر خواہ اضافہ کرنے کی سعی کی۔ مرزا اسد اللہ خان غالب کی غزل سے مطلع دیکھیے:

؎ نقش فریادی ہے کس کی شوخیٔ تحریر کا؟
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا(۹)

اب تضمین دیکھیے جو سید محمد جعفری نے "یو-این-او" کے نام سے کی ہے۔

یو این او کے پیٹ میں سارے جہاں کا درد ہے
وعدۂ فردا پہ ٹرخانے کے فن میں فرد ہے
گرچہ بٹوانا فلسطیں میں خود اپنی نرد ہے
ایسی قوموں سے خفا ہے جن کی رنگت زرد ہے
کتنا اچھا فیصلہ کرتا رہا کشمیر کا
"کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا"
ایسی باتوں سے وہ "مہرو" بدگماں ہو جائے گا
یہ نہیں سوچا کہ بدنامِ جہاں ہو جائے گا(۱۰)

سید محمد جعفری نے کلامِ غالب کی تضمین بڑی عمدگی کے ساتھ کی ہے۔ انھوں نے بڑے منفرد انداز میں مزاح کی فضا پیدا کرنے کی سعی کی ہے۔ نظم کا عنوان "یو-این-او" ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سید محمد جعفری نے

اقوامِ متحدہ کی تنظیم نوجو جنگِ عظیم دوم کے بعد وجود میں آئی تھی، اس پر اور اس کے پیروکاروں پر تنقید کی ہے۔ یوں تو اس تنظیم کا مقصد امن و سلامتی کو تمام ممالک میں قائم کیے رکھنا ہے لیکن کام اس کے الٹ ہے یعنی "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" والا مقولہ اس پر صادق آتا ہے۔

سید محمد جعفری نے مزاح کے ساتھ ساتھ طنز اور تنقید کے نشتر بھی اچھے خاصے چلائے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو مزاح کے ساتھ ساتھ اس میں سیاست کا ایک پہلو بھی نمایاں نظر آتا ہے، جو ہمارے نام کے سیاستدانوں کے بھدے چہرے ہمارے سامنے پیش کر رہا ہے۔ سید محمد جعفری اس نظم میں مزاح سے زیادہ طنز کرتے اور تنقید کرتے نظر آتے ہیں۔ انھوں مذکورہ نظم میں دو خطوں کے مسائل کو بھرپور انداز میں پیش کیا ہے۔ ایک "فلسطین" کے لوگوں پر ہونے والے ظلم و ستم کی طرف اشارہ کیا ہے دوسرا "مسئلہ کشمیر" جو پاک و ہند کے درمیان چلا آرہا ہے۔

دراصل ان دنوں خطوں کے اندر امن و سلامتی کو قائم کرنے اور وہاں کے لوگوں کا آزادی کے ساتھ جینے کا فیصلہ برسوں سے اقوامِ متحدہ کے پاس پڑا ہوا ہے مگر آج تک کوئی سیر حاصل جواب نہیں ملا۔ سید محمد جعفری اس تضمین میں کہتے ہیں کہ یو این او کے پیٹ میں ایک خاص قسم کا درد ہے جو یہ فیصلہ نہیں کر پا رہی۔ دوسری طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ اس نے محض "وعدۂ فردہ" پر ٹرخانے کی قسم کھا رکھی ہے اور اپنے نام نہاد سیاست دانوں پر طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب بھی عوام نے ان سے فیصلے کا مطالبہ کیا تو بجائے اس کے کہ یہ یو این او سے آزادی اور امن و سلامتی کا مطالبہ کریں یہ تو ان کے قدموں کے بوسے لینے لگ جاتے ہیں۔

المختصر یہ کہ سید محمد جعفری نے کلامِ غالب کی تحریف تو مزاحیہ کی ہے مگر اس مزاح میں خاص قسم کا تنقیدی اور طنزیہ پہلو اپنایا گیا ہے۔ مسئلہ کشمیر اور مسئلہ فلسطین کو بیان کرنے کی سعی کی ہے۔

سید محمد جعفری کی طرح اسرار بصری اور عین مین (عاطف ملک) نے بھی غالب کی اس غزل کی تضمین بھی کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسرار بصری کی تضمین دیکھیے:

روشن آرا گا رہی تھی اک بڑے لیڈر کے گھر
"نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا"
ریشمی صوفوں کی زینت تھے غزل ناآشنا
کاغذی تھا پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا
کہہ رہے تھے کرسیوں کی فکر میں امیدوار
"صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا"
بولتی تھی دولتانے کی جبین پر شکن
"مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا"
آہنی پیکر پکار اٹھا بہ عنوانِ جلی

"موئے دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا"

بزدلوں کی منحنی چہرے کی زردی دیکھ کر

رنگ اڑتا جارہا تھا چہرۂ شمشیر کا

فاش ہیں اسرار بصری پر رموزِ مملکت

پیش آجاتا ہے سب لکھا ہوا تقدیر کا(11)

اسرار بصری نے ملک چلانے والوں کو سنگ دلی اور نا سمجھی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے ان لوگوں پر تنقید کی ہے جو غزل ہاؤ ناؤ سے واقف نہیں ہیں اور غزل سننے اور اس پر تبصرہ کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ غالب کی اسی غزل کی عیم مین (عاطف ملک) نے جو تضمین کی ہے ذرا اس کو ملاحظہ کیجیے:

"نقش فریادی ہے کس کی شوخیٔ تحریر کا"

بن گیا جو تاترا، باعث مری نکسیر کا

وہ بھی راضی ہو گئی ماں کو بھی راضی کر لیا

پر منانا باپ کو، لانا ہے جوئے شیر کا

والد اس کا ہے عرب اور والدہ پختون ہے

پڑ گیا ہے ٹاکرا گویا حرم اور دیر کا

موت آنے تک نہ آئے اب جو آئے ہو تو ہائے

لوگے کیا ٹھیکہ ہماری قبر کی تعمیر کا؟

سن کے شادی کا ثواب، ابا نے کر لی دوسری

ہو گیا الٹا اثر یعنی مری تدبیر کا

یاوہ گوئی، بدزبانی، طعن و طنز اور تہمتیں

پوچھیے مت حال ان کے عالمِ تقریر کا

دل کے ہر اک درد کو منظوم کرکے شعر میں

عینؔ، ذمہ چھوڑ دے اللہ پر تاثیر کا(12)

عاشق محمد عذری جنھیں اردو ادب میں تحریف نگاری اور تضمین نگاری کے حوالے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یوں تو ان کی وجہ شہرت تحریف نگاری کو مانا جاتا ہے مگر انھوں نے تضمین نگاری میں بھی میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ غالب کی بڑی معروف غزلی کی تضمین دیکھیے جو عاشق محمد عذری کی زبانی ہوئی ہے۔ غالب کی غزل سے مطلع ملاحظہ کیجیے:

؎ دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے

آخر اس درد کی دوا کیا ہے(13)

عاشق محمد عذری کی تضمین دیکھیے:

اس مچلنے سے مدعا کیا ہے
میں نے تجھ کو بھلا کہا کیا ہے
تجھ پہ نازل ہوئی بلا کیا ہے
"دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے"
منھ میں ہر وقت پان رکھتا ہوں
جیب میں کیپسٹان رکھتا ہوں
ناک رکھتا ہوں، کان رکھتا ہوں
"میں بھی منھ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پوچھو کے مدعا کیا ہے؟"(14)

عاشق محمد عذری نے اس ہنروری سے تضمین کی ہے کہ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مزاح پیدا کرنے کی کامیاب کاوش ہے اور قوافی بھی اس قدر نفاست سے برتے ہیں کہ ان میں کوئی بھدا پن معلوم نہیں ہوتا ہے۔

مذکورہ شعرا کے علاوہ کے اور بھی شعرا ہیں جنھوں نے غالب کے کلام کو تضمین کے مرحلے سے گزارنے کی سعی کی ہے۔ ان تمام شعرا نے تضمین کے مرحلے سے غالب کی مختلف غزلوں کو گزارتے ہوئے اس میں صرف مزاح ہی پیدا نہیں کیا بل کہ ان تضمینات میں کہیں طنز اور کہیں تنقید کا پہلو ملتا ہے جو ہمارے سماج اور ہماری تہذیب و ثقافت کے ساتھ ساتھ ہماری سیاسی غیر ہمواریوں سے پردہ اٹھاتی ہیں۔ بہر کیف یہ کہا جا سکتا ہے کہ غالب کے کلام سے جو مزاحیہ تضمینات یا تحریفات ہوئی ہیں اس سے اردو کے مزاحیہ ادب میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

حوالہ جات

1۔ عبد السلام ندوی، مولانا، اقبال کامل، اعظم گڑھ: دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، 2009، ص:215
2۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، 2018، ص:64
3۔ اسد اللہ خاں غالب، مرزا، دیوانِ غالب، مرتبہ: حامد علی خاں، لاہور: الفیصل ناشران، ۲۰۱۶ء، ص۱۸۷
4۔ یگانہ چنگیزی: غالب معذرت کے ساتھ۔ ص:180-181
5۔ دیوانِ غالب: ص۶۳
6۔ احمد جمال پاشا، مرتبہ غالب سے معذرت کے ساتھ، لکھنؤ: نسیم بکڈپو، 1964، ص:192-194
7۔ دیوانِ غالب: ص:90

8۔ غالب سے معذرت کے ساتھ: ص:220

9۔ دیوانِ غالب: ص:13

10۔ غالب سے معذرت کے ساتھ: ص:186

11۔ ایضاً، ص:212

12۔ https://www.urduweb.org/mehfil/threads/%D9%BE%DB%8C%D8%B1%D9%88%DA%88%DB%8C-%D9%86%D9%82%D8%B4-%D9%81%D8%B1%DB%8C%D8%A7%D8%AF%DB%8C-%DB%81%DB%92-%DA%A9%D8%B3-%DA%A9%DB%8C-%D8%B4%D9%88%D8%AE%D8%A6%D9%90-%D8%AA%D8%AD%D8%B1%DB%8C%D8%B1-%DA%A9%D8%A7.118867/
dated 10-01-2025

13۔ حمید اللہ شاہ ہاشمی، گفتۂ غالب (دیوان غالب)، لاہور: مکتبہ دانیال، 2023، ص:370

14۔ تسلیم احمد رضا، مرتبہ، غالب مزاح کی زد میں، اسلام آباد: سورج پبلشنگ بیورو، 1996، ص:250-251

References:

1. Nadvi, Abdul Salam. Iqbal Kamil. Azamgarh: Dar al-Musannifeen, Shibli Academy, 2009, p. 215.
2. Siddiqi, Abu al-Ijaz Hafeez. Kashshaf-e-Tanqeedi Istilahaat (A Dictionary of Critical Terms). Islamabad: Idarah Farogh-e-Qomi Zaban, 2018, p. 64.
3. Ghalib, Mirza Asadullah Khan. Diwan-e-Ghalib. Edited by Hamid Ali Khan. Lahore: Al-Faisal Publishers, 2016, p. 187.
4. Changezi, Yagana. Ghalib Maʿazrat ke Saath, pp. 180–181.
5. Ghalib, Mirza Asadullah Khan. Diwan-e-Ghalib, p. 63.
6. Pasha, Ahmad Jamal, ed. Ghalib se Maʿazrat ke Saath. Lucknow: Naseem Book Depot, 1964, pp. 192–194.
7. Ghalib, Mirza Asadullah Khan. Diwan-e-Ghalib, p. 90.
8. Pasha, Ahmad Jamal. Ghalib se Maʿazrat ke Saath, p. 220.
9. Ghalib, Mirza Asadullah Khan. Diwan-e-Ghalib, p. 13.

10. Pasha, Ahmad Jamal. Ghalib se Maʿazrat ke Saath, p. 186.

11. Ibid., p. 212.

12. "Parody: Naqsh Faryadi hai Kis ki Shokhi-e-Tahrir ka," UrduWeb, https://www.urduweb.org/mehfil/threads/پیروڈی-نقش-فریادی-ہے-کس-کی-شوخیِ-تحریر-کا.118867/, accessed January 10, 2025.

13. Hashmi, Hamidullah Shah. Guftah-e-Ghalib (Diwan-e-Ghalib). Lahore: Maktabah Daniyal, 2023, p. 370.

14. Raza, Tasleem Ahmad, ed. Ghalib Mazah ki Zadd Mein (Ghalib in the Line of Satire). Islamabad: Sooraj Publishing Bureau, 1996, pp. 250–251.

Bibliography:

Changezi, Yagana. *Ghalib Maʿazrat ke Saath.*

Ghalib, Mirza Asadullah Khan. *Diwan-e-Ghalib.* Edited by Hamid Ali Khan. Lahore: Al-Faisal Publishers, 2016.

Hashmi, Hamidullah Shah. *Guftah-e-Ghalib (Diwan-e-Ghalib).* Lahore: Maktabah Daniyal, 2023.

Nadvi, Abdul Salam. *Iqbal Kamil.* Azamgarh: Dar al-Musannifeen, Shibli Academy, 2009.

Pasha, Ahmad Jamal, ed. *Ghalib se Maʿazrat ke Saath.* Lucknow: Naseem Book Depot, 1964.

Raza, Tasleem Ahmad, ed. *Ghalib Mazah ki Zadd Mein.* Islamabad: Sooraj Publishing Bureau, 1996.

Siddiqi, Abu al-Ijaz Hafeez. *Kashshaf-e-Tanqeedi Istilahaat.* Islamabad: Idarah Farogh-e-Qomi Zaban, 2018.

UrduWeb. "Parody: Naqsh Faryadi hai Kis ki Shokhi-e-Tahrir ka." *Urdu Web Forum.* https://www.urduweb.org/mehfil/threads/پیروڈی-نقش-فریادی-ہے-کس-کی-شوخیِ-تحریر-کا.118867/, accessed January 10, 2025.